بانی ادارہ

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی

قدس سرہٗ

اللہ والے

موتی ملتے ارزاں لیکن اللہ والے ملتے اس سے بھی گراں۔ موتی تو کافروں کے گھروں میں بھی ہوتے ہیں لیکن اللہ والے مسلمانوں میں بھی اللہ نے بیج کے طور پر رکھے ہوئے ہیں۔ انہی کی برکت سے اسلام زندہ اور تابندہ ہے۔ قولاً، فعلاً، صورتاً، سیرتاً، ظاہراً، باطناً، علماً، عملاً ان سب علامات کے ساتھ اللہ کے بندے موجود ہیں۔

(حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

۱۹ر مارچ ۱۹۷۶ء

۱۷ر ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

زَوَالُ الدُّنْیَا اَھْوَنُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ۔ (ترمذی شریف)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کے مقابلہ میں تمام دنیا کی بربادی کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔

اس مختصر سی حدیث میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی قدر و قیمت اور اس کی عظمت و بزرگی کو نہایت واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ اگر ایک طرف ایک سچے مسلمان کی زندگی ہو اور دوسری طرف دنیا بھر کی بربادی تو اس مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کی زندگی بچانے کے لیے دنیا کا برباد ہونا برداشت کریں گے۔ اس لیے کہ آپ کے نزدیک مسلمان کی زندگی تمام دنیا سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔

اس حدیث کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ دنیا کی بقا کے لیے مسلمان کا ہونا کیوں ضروری ہے؟ اور دنیا ایک مسلمان کی اکیلی جان کے مقابلہ میں کیوں کچھ قیمت نہیں رکھتی۔

انسانی زندگی کی مثال ایک ندی کی مانند ہے جو ہمیشہ آگے کو بڑھتی اور بہتی چلی جاتی ہے جس طرح پانی ٹھہر کر ایک جگہ رک جاتا ہے اور اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی طرح انسانی زندگی اگر آگے بڑھنے سے رک جائے تو اپنے آپ کو کھو بیٹھتی ہے۔ اس کے دل و دماغ کی قوتیں شل ہو جاتی ہیں۔ جسمانی اور اخلاقی مرض غالب آ جاتے ہیں۔ ترقیاں رک جاتی ہیں۔ گویا انسان کی زندگی آہستہ آہستہ اپنا وجود ختم کر بیٹھتی ہے۔

اس زوال اور بربادی کو روکنے اور انسانی زندگی کو پائدار طور پر قائم رکھنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس کی ترقی میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے۔ بلکہ ہر وقت اس کو کمال تک پہنچانے کے لیے نئے نئے وسیلے، جدید ترین اسباب اور مختلف قسم کے ذریعے دریافت کیے جائیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ انسان اپنی مسلسل جدوجہد سے نئی نئی چیزیں ایجاد کر رہا ہے۔ یہ طاقتیں اس کی ترقی اور خوش حالی کے لیے بھی استعمال ہو سکتی ہیں۔ اور تباہی اور بربادی کے لیے بھی۔ اگر انسان کے سامنے کوئی اعلیٰ مقصد موجود ہو تو وہ ان طاقتوں کو خوشحالی کے لیے استعمال کرے گا۔ اور اگر کوئی ایسا مقصد نہ ہو تو پھر ادنیٰ خواہشیں جنم لے لیتی ہیں اور ان کو پورا کرنے کے لیے انسان وہی طاقتیں اپنے بھائیوں کو تباہ کرنے اور دنیا کو برباد کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

ضروری ہے کہ انسانوں کو اس تباہی سے روکنے والی کوئی قوت ہو۔ یہ قوت صرف وہ نیک اور پاکیزہ بندے ہو سکتے ہیں جو اپنے فرائض کو سمجھتے ہوں اور انسانی برادری کو اس تباہی اور بربادی سے روکنے کے لیے تیار رہیں۔

اعتبار نہیں

- لالچی کی دوستی کا ______
- عورت کی محبت کا ______
- بدعملی میں اچھی بات کا ______
- دوست کے دشمن کا ______
- خوشامدی کی تعریف کا ______
- چند روزہ زندگی کا ______
- غصہ میں زبان کا ______
- دشمن کے دوست کا ______

(حدیث و آثار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد نمبر ——— شمارہ نمبر

جاری کردہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور

رئیس التحریر

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر:

محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارہ تحریر

◎ ——— مولانا محمد اجمل

◎ ——— زاہد الراشدی

◎ ——— [illegible]

بدل اشتراک

سالانہ	۳۵ ——— ۰۰
ششماہی	۱۸ ——— ۰۰
سہ ماہی	۹ ——— ۵۰
فی پرچہ	۰ ——— ۷۵

امام حرم کے ارشادات

- اسلام ایک ایسا باعمل اور قابل تقلید مذہب ہے جو موجودہ دور اور معاشرے کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور اس میں آج بھی وہی جدت موجود ہے جو ۱۴ سو سال قبل موجود تھی۔
- رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چودہ سو برس قبل عالمی انسانی برادری کا جو تصور دیا تھا، آج اگر دنیا بھر کے مسلمان اس پر عمل کریں تو مسلمان قوم پوری دنیا پر حاوی ہو سکتی ہے۔
- اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر قسم کے استحصال کا خاتمہ کرتا ہے اور اخوت اور عدل و مساوات کا درس دیتا ہے۔
- آج جس انسانیت اور عالمی اخوت کا درس مغرب والے دیتے ہیں اسلام نے یہ سب کچھ کئی صدیاں پہلے ہی دیا تھا۔
- قبروں کو پوجنا یا ان سے کچھ مانگنے کا رجحان سراسر کفر ہے۔

یہ ہے ان ارشادات کا خلاصہ جو حرم مکی کے امام محترم الشیخ محمد عبداللہ بن سبیل نے گزشتہ جمعہ لاہور کی عالمگیری مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمائے۔

امام موصوف جو آج کل پاکستان تشریف لائے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ ہی بین الاقوامی سیرت کانگریس کے لیے کئی ایک قابل احترام شخصیتیں تشریف لائی ہیں۔ ان سب نے اپنی اپنی تقاریر اور مقالوں میں بنیادی طور پر جو بات کہی وہ یہی ہے کہ اسلام جامع مذہب ہے، اسلام ایک عالمگیر دعوت کا نام ہے، اسلام ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ہمارے مسائل کا حل اسلامی تعلیمات سے وابستہ ہے اور حضور علیہ السلام کی سیرت حقیقت میں قرآن ہے اور قرآن عمل کے لیے ہے۔

امام موصوف نے بھی دوسرے مندوبین کی طرح یہ باتیں ارشاد فرمائیں۔ اور ان کے انہی ارشادات کا خلاصہ ہم نے سطور بالا میں عرض کیا ہے۔ جہاں تک

اسلام کا تعلق ہے اس کے آخری، جامع اور عالمگیر دعوت ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ خود اس کے بھیجنے والے نے کتاب مقدس کے اوراق میں بار بار اس حقیقت کو دہرایا۔ حضور نبی کریم قائد اعظم فداہ ارواحنا و انفسنا نے اسی بات کی تبلیغ کی، صحابہ کرام رضہ سے لے کر چودہ صدیوں کے مختلف ادوار میں موجود ان گنت علماء و صلحاء اور ارباب دانش و بینش نے اس حقیقت کو بطور عقیدہ تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ غیر مسلم مفکرین کی ایک معقول تعداد ایسی ہے جو اس بات کی قائل و معترف ہے، اس سلسلہ میں غیر مسلم مفکرین کے محض نام گنوانے کے لیے ہمیں طویل فرصت کی ضرورت ہے۔ اس لیے اس سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم ملتِ اسلامیہ کے ایک ارب کے قریب فرزندوں اور بالخصوص اربابِ حکم و اختیار سے یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ جس دین اسلام کے متعلق امام حرم، جو ہم سب کی عقیدتوں کا مرکز ہیں، نے یہ باتیں ارشاد فرمائیں وہ دین اسلام خدا ہی کا نازل کردہ ہے اور خود خدا نے اس کے متعلق یہی کچھ فرمایا ہے اور امام موصوف نے وہ باتیں محض دہرائی ہیں۔ مزید یہ کہ آپ میں سے ہر ایک یہی کچھ کہتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک روایت بن چکی ہے کہ جب کوئی الحاد یا الجھاؤ کی صورت پیدا ہوتی ہے تو بالخصوص اسلام کا نام لیا جاتا ہے اور اسی کے صدقہ سے اپنے الجھے ہوئے کام سلجھائے جاتے ہیں لیکن آخر کیا وجہ ہے کہ ایک آدھ مثلاً سعودی عرب وغیرہ کو چھوڑ کر اسلام عملاً کہیں نظر نہیں آتا؟

ہم اپنے مؤقر و محترم ارباب حل و عقد اور ارباب فکر و نظر سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ:۔

کیا اسلام ملت کو مختلف ٹکڑیوں میں بٹ کر رہنے کی اجازت دیتا ہے؟ کہ اس کی کئی درجن حکومتیں ہوں پھر ہر جگہ گروہ بندی اور پارٹی بازی ہو؟

کیا اسلام محض زبانی جمع خرچ کا نام ہے؟

کیا کوئی ایسا مسئلہ ہے جس کے حل کے لیے اسلام نے واضح رہنمائی نہ کی ہو؟

کیا اسلام نے قوت مقتدرہ پر کچھ ذمہ داریاں عائد نہیں کیں؟ اگر ہر سوال کا جواب واضح ہے کہ وہ اختلاف و تفریق کی اجازت نہیں دیتا، وہ زبانی جمع خرچ کا نام نہیں۔ اس نے ہر مسئلہ میں واضح رہنمائی کی ہے۔ اور اس نے قوت مقتدرہ کے ذمہ کچھ فرائض عائد کئے ہیں۔

تو پھر سوال یہ رہ جاتا ہے کہ آخر عمل سے گریز کیوں؟

کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ ہر فرد اپنی ذاتی اغراض اور مقاصد کے لیے اسلام کو بطور سیاسی حربہ تو استعمال کرتا ہے لیکن اس کا دل اس معاملہ میں خلوص سے خالی ہے جس کی واضح دلیل عمل سے بیگانگی ہے؟

ملت اسلامیہ آج جس زبوں حالی کا شکار ہے، جس طرح سیاسی عدم استحکام، آپس کی سرپھٹول، معاشی بے چینی اور جرائم کی بہتات نے اس کا سکون غارت و برباد کر دیا ہے۔ اس سے چھٹکارا کی ایک ہی صورت ہے کہ زبانی جمع خرچ سے ایک قدم آگے بڑھا کر اس عالمگیر ہدایت کے عملی نفاذ کا فوراً اہتمام کیا جائے اور ہر آدمی اپنے اپنے دوائر میں اس کے لیے بھرپور جد و جہد کرے۔ رہ گیا مسئلہ اس بات کا کہ آج کے دور میں یہ نظام کارآمد ہوگا یا نہیں۔ تو یہ بات سوچنا اور کہنا خطرناک مجرمانہ ذہنیت ہے جس کی اصلاح انتہائی ضروری ہے۔

اس قانون حق و صداقت سے عملاً استفادہ نہ کرنا اور محض فضا میں یہ راگ الاپنا کہ شاید گاڑی چلے نہ چلے، آخر کہاں تک درست ہے؟

ہم اس مرحلہ پر حکومت پاکستان سے بالخصوص یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے، اسے اسلام کے نام پر لے کر اس کے آئین میں اسلام کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن جس قدر اسلام یہاں مظلوم ہے اتنا شاید اور کہیں نہ ہو؟ لہٰذا اس صورت حال کو جس قدر جلد بدلا جائے اتنا ہی بہتر ہے ورنہ اس آئین عدل و مساوات کے نازل کرنے والے کو جب یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ ابابیل نامی چھوٹے جانور سے ہاتھیوں کو تباہ

کرا سکتا ہے تو کیا وہ اپنے قانون و آئین کی حفاظت اور اس کے عملی نفاذ کی تدابیر نہیں کر سکتا؟ جبکہ اس کا اس نے وعدہ بھی کیا ہے۔ بہتر ہے کہ اس سعادت سے ہم اپنے دامن بھر لیں۔ ورنہ خدا قادر و قیوم کا دست قدرت جب حرکت میں آیا تو منافقت و دو عملی کے یہ دبیز پردے ہمیں بچا نہ سکیں گے۔

الحاج ۔ علوی
۹ ربیع الاول ۹۶

قادیانیت اور عالم اسلام

سیرت کانگریس لاہور کے آخری اجلاس میں بیرونی مندوبین نے قادیانیت کے مسئلہ پہ بھی اظہار خیال کیا۔ ان میں سعودی عرب اور نائیجیریا کے مندوب خصوصیت سے قابل ذکر ہیں سعودی عرب کے وزیر علی مختار نے قادیانیوں کے سعودی عرب میں داخلہ پر پابندی کی بات پھر کہی اور اس طرح ملت اسلامیہ کے نازک جذبات و احساسات کی خوبصورتی سے ترجمانی کی۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں قادیانیوں کے معاملہ میں مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنا ہو گا تاکہ ان کا پول کھولا جا سکے۔ نائیجیریا کے مندوب نے حکومت پاکستان پہ زور دیا کہ وہ اپنے سفارت خانوں کو تاکید کرے کہ بیرونی دنیا میں قادیانی مشن بند کرائیں اور ان کی حقیقت دنیا پہ واضح کریں۔ اسی طرح انہوں نے حکومت پاکستان سے یہ بھی کہا کہ وہ بیرونی ممالک پہ زور دے کہ قادیانیوں کو باہر جانے کے لیے ویزے جاری نہ کرے۔ انہوں نے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے پر بھی زور دیا۔

جہاں تک قادیانیت کا تعلق ہے اس کے متعلق اب کوئی چیز مخفی نہیں رہی کہ وہ یورپی سامراج کا خود کاشتہ پودا ہونے کی حیثیت میں وحدت ملی کے خلاف ایک سازش اور دنیا بھر میں ملتِ اسلامیہ کے خلاف سامراجی عناصر کے لیے بطور ففتھ کالم کام کرتی ہے۔

اس کے عقائد و اعمال اور افکار و نظریات ایسے ہیں کہ ان سے گھن آتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے یہاں حکومتوں نے اس فتنہ خبیثہ کو جڑ سے اکھاڑنے کے بجائے اسے پروان چڑھایا اور اسے اندرون و بیرون ملک خاصی مراعات دیں، جس سے مرزائیت کے علمبرداروں کے دماغ کی کیفیت تبدیل ہو گئی اور انہوں نے دنیا میں اپنے غلبہ کی باتیں کرنا شروع کر دیں لیکن ملت کی طویل جدوجہد گزشتہ سے پیوستہ سال رنگ لائی اور حکومت نے آئینی طور پر ان کے کفر کو تسلیم کر لیا۔ تاہم اس کے بعد بھی اس آئینی ترمیم پر عمل درآمد کی کوئی صورت نہ بنائی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ پہلے سے کچھ زیادہ ہی چھپا رہے ہیں۔ ایسے میں حکومت پاکستان پہ سب سے زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ وہ ان کا سختی سے محاسبہ کرے اور پاکستان کے صاحب فکر و نظر علماء کے صائب مشوروں کی روشنی میں دوسرے ممالک اسلامیہ کے سامنے ٹھوس تجاویز رکھے اور ان پر عملدرآمد کا انتظام کرائے تاکہ یہ فتنہ خبیثہ جس زمین سے ابھرا تھا اسی میں موت کی نیند سلا دیا جائے۔

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کا

پروگرام

۲۶ مارچ بروز جمعہ ساڑھے چھ بجے شام بذریعہ ہوائی جہاز روانگی برائے پشاور، قیام احسان شاہد ایڈووکیٹ گل بہار کالونی۔

۲۷ مارچ بروز ہفتہ۔ مختصر قیام اکوڑہ خٹک۔ نماز ظہر کیمبل پور جامعہ مدنیہ، رات کو قیام بھی وہیں ہو گا۔

۲۸ مارچ بروز اتوار انوار القرآن بستی کاریگر واہ کینٹ کے سالانہ درس میں شرکت فرمائیں گے۔

بعد نماز ظہر روانگی برائے راولپنڈی۔ مدرسہ تعلیم الفرقان مری روڈ حسن میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔

نماز عصر کے بعد چونگی نمبر ۲۲ کی جامع مسجد میں تشریف فرما ہوں گے۔ نماز مغرب کے بعد مجلس ذکر منعقد ہو گی — اور مجلس ذکر کے فوراً بعد ۸½ بجے بذریعہ ہوائی جہاز واپسی برائے لاہور۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (حاجی بشیر احمد)

شہید کے مرقد پر!

جناب محمود اسرائیلی

کسی شہید کے مرقد پہ ایک حاجت مند!
چمن کے کچھ گُل تازہ چڑھانے آیا تھا!
چھڑک کے عرق گلاب اور لگا کے عطر حنا،
وہ تشنگیٔ عقیدت بجھانے آیا تھا
دلِ ستم زدہ و اشکبار آنکھوں سے
فسانۂ غمِ ہستی سنانے آیا تھا!
چلا پلٹ کے تو روحِ شہید کہنے لگی،
کہ "بے خبر" مجھے تُو کیوں ستانے آیا تھا؟
یہ عطر و پھول چڑھانے تھے "مہ جبینوں" کو
مَیں نازنین ہُوں جو مجھ کو سنگھانے آیا تھا؟
جو لانا ہی تھا تو شمشیرِ تیز دم لاتا
تو میری روح کو بزدل بنانے آیا تھا؟

(الفرقان لکھنؤ سے)

خطبۂ جمعہ

ضبط و ترتیب : ادارہ

صاحبِ سیرت کی سیرت کو اپنانا ہمارا فرض ہے

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور زید مجدھم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

صدق اللہ العظیم۔

بزرگانِ محترم! آج کی معروضات جمعہ کا عنوان وقت کی مناسبت سے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ یہ ماہ مقدس آپؐ کی دنیا میں آمد کا مہینہ ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان ربیع الاول کے اس مہینہ میں بڑی فرحت و شادمانی سے سیرت کے اجلاس منعقد کرتے ہیں۔ اور آپؐ کو خراجِ تحسین و عقیدت پیش کرتے ہیں۔ لیکن صرف ایک مہینہ میں آپؐ کی سیرت پر مقالات پڑھنا، جلسے جگہ جگہ منعقد کرنا اور باقی گیارہ ماہ سوئے رہنا اور خواب غفلت میں مدہوش رہنا ہماری انتہائی بدقسمتی ہے۔ مناسب اور لازمی امر تو یہ ہے کہ پورا سال ہمارے تمام امور اور افعال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق انجام پائیں۔ ہمارے لیے جس طرح ہر نماز میں قبلہ کی سمت درست کرنا ضروری ہے اسی طرح ہر معاملہ میں ہمارے لیے آپؐ کی سیرت اور آپؐ کے لائے ہوئے نظامِ حیات اور آپؐ کی تعلیمات کو پیش نظر رکھنا لابدی اور ضروری ہے۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اس ماہ میں جتنا شور و غوغا اور آپ کی سیرت کا تذکرہ رہتا ہے۔ عملی زندگی میں ہم اتنے ہی ناکارہ اور اس سے بے تعلق ہوتے نظر آرہے ہیں۔ یہ قول و فعل کا تضاد ہمارے لیے سب سے زیادہ تباہی و بربادی اور ذلت و رسوائی کا سبب ہے۔ ہم جو زبانی طور پر آپ کی تعلیمات، آپؐ کے احسانات، آپؐ کے پیغامات، آپؐ کے لائے ہوئے نظامِ حیات، آپؐ کی ہدایات اور آپؐ کے لائے ہوئے آخری صحیفہ ربانی کو مانتے ہیں۔ تو یہ منافقت چھوڑ کر ہمیں عملی زندگی میں بھی اُن تمام چیزوں کو اپنانا اور ان پر بہترین طریق سے عمل کرنا پڑے گا۔

ہم مسلمان دوسروں کو تو یہ بتاتے ہیں کہ آپؐ کی سیرت بہت بلند و بالا ہے اور آپؐ جو نظامِ حیات لائے ہیں وہ سب سے بہترین ہے لیکن خود ہمارا طرزِ عمل ان باتوں کی نفی کرتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپؐ سے زیادہ افضل، آپؐ سے زیادہ عالم، آپؐ سے زیادہ اتقیٰ اور آپؐ سے زیادہ زاہد نہ کوئی شخص ہوا ہے نہ آئندہ کوئی ہوگا جتنے بھی انبیاء دنیا میں تشریف لائے۔ انہوں نے اپنی امتوں کو نبیٔ آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد و بعثت کا وعدہ دیا۔ اور ان سے نبی آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت و رسالت پہ ایمان لانے کا وعدہ لیا۔

عیسائیوں کو حضرت عیسیٰؑ نے آپؐ کی بعثت کی خوشخبری سنائی۔ تو نہایت خوش ہوئے۔ مسرت و شادمانی کے ترانے الاپے۔ یہود جن کی طرف زیادہ انبیاء آئے۔ جب اپنے اپنے زمانہ کے پیغمبر سے انہوں نے آپؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد کی بشارت سنی تو ہر طرح سے صرف خوشی کا اظہار ہی نہیں کیا بلکہ وہ دعائیں مانگتے کہ اللہ اس آخری پیغمبرؐ کے دیدار سے ہماری آنکھوں کو نور اور دلوں کو ٹھنڈک پہنچائے۔ اسی بناء پر یہود و نصاریٰ ٹھوکریں کھاتے اور مارے مارے پھرتے رہے یہاں تک کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد اور انتظار میں مدینہ طیبہ جو اسلام سے پہلے یثرب کہلاتا تھا وہاں کچھ آباد ہوئے اور بعض نے مدینہ کے اردگرد بود و باش

اختیار کر لی۔ جب آپؐ نے مکہ میں تبلیغ و اصلاح کا کام شروع کیا تو آپؐ کی قوم بگڑ بیٹھی۔ آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے۔ سجدہ کی حالت میں آپؐ کی گردن پہ اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی، گردن میں چادر ڈال کر آپ کا گلا گھونٹنے کی سازش کی۔ ان سب تکالیف کے باوجود آپؐ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ جب قوم نے مظالم اور مصائب کی انتہا کر دی تو آپؐ کو مکہ سے مدینہ ہجرت کا حکم ہوا۔ جب آپؐ مدینہ پہنچے تو وہ لوگ جن پر زیادہ بھروسہ اور اعتماد تھا کہ وہ ساتھ دیں گے۔ جن یہود و نصاریٰ نے صدیوں سے قسمیں کھا رکھی تھیں کہ جب آپؐ مبعوث ہوں گے تو ہم ان پر ایمان لائیں گے، ان کا ہر موقعہ پر ساتھ دیں گے۔ جن کے بڑوں نے انبیاء سابقین کو قول و قرار دے رکھا تھا کہ ہم آپؐ کی ہر طرح نصرت و امداد کریں گے۔ جب آپؐ کی نبوت و رسالت کا مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں چرچا ہوا تو ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جن سے ایمان لانے کی امید تھی۔ جن سے آپؐ کے راستہ میں آنکھیں بچھانے کی امید تھی، جن سے آپؐ پر جان و مال نچھاور کرنے کی امید تھی وہی لوگ سب سے پہلے آپؐ کی رسالت کا انکار کر کے دشمنی پر اتر آئے۔ آپؐ کی نبوت کو جھٹلا کر آپؐ کے دشمنوں سے جا ملے پتھر سے ہلاک کرنے کا بھی منصوبہ بنایا، زہر کھلا کر شہید کرنے کی بھی سازش کی، کرایہ کے قاتلوں سے آپ کو قتل کرانے کی کوشش کی۔ گویا۔ ع

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

جو بھی ناشائستہ سے ناشائستہ حربہ اور جو بھی اوچھے سے اوچھا ہتھکنڈہ استعمال کر سکتے تھے انہوں نے آپؐ کی جان لینے کے لیے بروئے کار لایا۔ لیکن ع

جسے خدا رکھے اسے کون چکھے

جب خداوند قدوس نے خود چراغ نبوت کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا تھا تو کفر و ضلالت کی آندھیاں کتنی ہی ل نہ چلتیں اس کو کیسے بجھا سکتی تھیں۔

تیز ہے
سے
پیچ ہے

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

آپ نے جس وقت اس دنیا سے پردہ فرمانا تھا اس جہان سے کوچ کرنا تھا۔ عالم فانی سے عالم ابدیؐ لاثانی کی طرف منتقل ہونا تھا۔ آپ کا جو وقت مقرر تھا۔ کفر ہر طرح کے حربوں اور منصوبوں کے باوجود اس مقررہ وقت سے پہلے آپ کو چھین نہ سکا۔ جب آپؐ کا بلاوا آیا تو آپ بخوشی رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

آپؐ کے اس جہان سے تشریف لے جانے کے باوجود آج بھی آپؐ کی سیرت کا ہر پہلو ہمارے سامنے موجود ہے۔ آپؐ ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے ایک کامل و اکمل نمونہ بنا کر بھیجے گئے۔ خواہ ہم ہوں یا آپ، علماء ہوں، فقہاء ہوں، تاجر پیشہ ہوں یا ملازمت پیشہ ہوں، مبلغ ہوں یا معلم ہوں، ہادی و مرشد ہوں یا معلم اخلاق ہوں۔ اتقیاء ہوں یا اولیاء ہوں۔ اسی طرح باپ کی حیثیت سے، شوہر کی حیثیت سے، سپہ سالار اور حکمران کی حیثیت سے، ہر پہلو سے آپؐ کی ذات اقدس عظیم اور بہترین نمونہ ہے۔

آج آپ ہندومت کے علمبردار اور پیروکار سے پوچھئے، سکھ مذہب کے ماننے والوں سے دریافت کیجئے۔ اسی طرح عیسائی حضرات سے سوال کریں کہ یہ مختلف مذاہب کے لوگ اپنے مرشد ہیں، اپنے مصلح ہیں، اپنے نبی اور ریفارمر ہیں ہدایت عالم کے نشانات اور علامات تلاش کریں تو ان مذاہب کے پیروکاران صفات کو جو اللہ نے حضورؐ کو عطا فرمائی ہیں اپنے کسی بھی مرشد اور مصلح میں نہیں پا سکیں گے۔

حضرت مسیحؑ کی زندگی پر نگاہ ڈالیے کہ حضرت مسیحؑ نے شادی ہی نہیں کی تو ایک شوہر کی حیثیت سے کون سا ان میں اسوہ اور نمونہ ہے۔ اسی طرح جب شادی ہی نہیں کی تو اولاد بھی نہ ہوئی تو ان میں ایک باپ کی حیثیت سے کون سا نمونہ ہے۔

ایسے ہی گوتم بدھ کو لیجئے کہ اس نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ جنگلوں، بیابانوں میں مارا مارا پھرتا رہا۔ کوئی کام دھندا کیا ہی نہیں، کاروبار یا

کوئی پیشہ اختیار کیا ہی نہیں تو اس میں کون سا نمونہ ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔

اسی طرح حضرت مسیحؑ اور مہاتما بدھ نے ساری عمر جنگ و جہاد کیا ہی نہیں تو ایک مسیحی اور گوتم بدھ کے پیروکار کے لیے جنگ کے بارے میں کونسی ہدایات اور اصلاحات قابل تقلید ہوں گی اور جنگ اور امن کی حالت میں کون سا کردار ادا کریں گے؟

اس کے برعکس آپؐ کی سیرت پر آپ غور کریں تو آپ کو کسی قسم کی بھی مایوسی نہیں ہو گی۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ کس طرح حضورؐ نے جنگیں لڑیں، کس طرح مجاہدین کو منظم کیا، کس طرح میدان میں مجاہدین کی صفیں درست کیں، کس طرح مجاہدین کو جذبہ جہاد سے سرشار کیا، کس طرح اپنے ملک کا دفاع کیا، کس طرح دشمنوں کی دست برد سے اپنے علاقے کو محفوظ رکھا، کیونکر دشمنوں سے معاہدے کیے اور کیسے دوسرے ممالک کے حکمرانوں کو دعوت نامے اور خطوط بھیجے۔ اسی طرح دیگر مذاہب میں عورتوں کو حقیر ترین اور قابل نفرت مخلوق سمجھا جاتا تھا لیکن آپؐ نے ان کو قعرِ مذلت سے نکال کر بام عروج پر پہنچایا۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو آپؐ نے تاریخی خطبہ اور پوری انسانیت کی ہدایت کے لیے منشور دیا۔ اس میں آپ نے عورتوں کے بارے میں توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ فَاتَّقُوا اللّٰہَ فِی النِّسَاءِ۔ عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو کہ ان کے ساتھ جو تم نے ظالموں والا سلوک اور بھیڑ بکریوں والا برتاؤ شروع کر رکھا ہے۔ جس طرح بھیڑ بکریوں کی تم تجارت کرتے ہو ایسے ہی تم عورتوں کو بھی فروخت کرتے ہو۔ جس طرح تم گوشت کو بیچتے ہو اسی طرح تم انسانوں کو بھی بیچ ڈالتے ہو، اسی طرح دین و ایمان کو بھی داؤ پر لگا دیتے ہو۔ اس سے رک جاؤ۔ ان سے بہتر سلوک کرو۔

ایسے ہی عورتوں کو جہاں حقیر سمجھا جاتا تھا۔ عورت کی وجہ سے آپس میں لڑائی جھگڑا بھی ہو جاتا تھا۔ ایک عورت اگر حسن و جمال میں زیادہ ہوتی تو مختلف لوگ اس کو اپنے اپنے پہلو میں دیکھنے کی تمنا اور تڑپ رکھتے اور جس کو وہ عورت حاصل ہو جاتی اس کو دوسرے چھیننے کی کوشش کرتے۔ لیکن آپؐ نے یہ تعلیم دی ہے کہ صرف عورت کے ظاہری حسن و جمال کو ہی نہ دیکھو بلکہ اس کی سیرت و کردار اور کیریکٹر کو بھی دیکھو۔ اس بات کو بھی دیکھو کہ مومنہ ہے یا کافرہ۔ اگر کافرہ حسن و جمال کا پیکر ہی کیوں نہ ہو اس پر فریفتہ مت ہو۔ اس کو اپنے گھر میں لانے کی کسی قیمت پر کوشش نہ کرو۔ اگر آپ کافرہ عورت کو گھر لائیں گے تو اس کے کفر اور برائی کا اثر دوسروں پر بھی پڑے گا۔ کیوں کہ برتن میں جو چیز ہوتی ہے وہی باہر آتی ہے۔ گھڑے میں جس قسم کا پانی ہو وہی باہر نکلے گا۔ اگر گندہ ہوا تو گندہ پانی نکلے گا، میٹھا ہوا تو میٹھا پانی ٹپکے گا۔ اسی طرح اگر آپ مشرک عورت کو گھر میں لائیں گے تو آپ کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ بیٹا موحّد ہو گا یا بیٹی موحدہ پیدا ہو گی۔ اسی طرح جب اس میں دین، اخلاق اور کردار کی بہترین کوئی صفت نہیں ہے تو پھر اولاد میں یہ صفات کیسے آئیں گی، اولاد نماز روزے کی کیسے پابند ہو گی۔ اس لیے شریعت کا حکم ہے کہ جب شادی کرنے لگو تو خاندان کو دیکھو، ماحول کو دیکھو، لڑکی کے ماں باپ کو دیکھو، ان کے رہن سہن اور بود و باش کو دیکھو۔

جب مکان خریدنا ہو تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پڑوسی کیسے ہیں، ہمارے ہمسائے کیسے ہیں۔ چہ جائیکہ شادی کا معاملہ ہو۔ پھر تو اور بھی زیادہ کھوج لگانا چاہیے اس لیے کہ یہ ایک دو دن کا تو معاملہ ہے نہیں ساری عمر کا تعلق ہے۔ اگر ابتدا میں ہی سب کچھ دیکھ بھال لیا جائے۔ تو ساری عمر اچھی گزرتی ہے ورنہ ابتدا خراب ہو جائے تو ساری عمر کا وبال ہوتا ہے ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

اسی طرح آپؐ نے عورت کے بارے میں فرمایا کہ جنگ کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ عورتوں کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچے اور نہ ہی بچوں اور بوڑھوں، بیماروں وغیرہ کو کوئی گزند پہنچائی جائے

خواہ کافروں نے تم پر کتنا ہی ظلم کیوں نہ کیا ہو۔

اسی طرح حضورؐ نے یہ تعلیم بھی دی ہے کہ مندروں، گرجوں اور معبدوں کو نہ مسمار کیا جائے نہ گرایا جائے۔ امن کے دن ہوں یا جنگ کا موقعہ ہو، ان عبادت گاہوں کی حفاظت کی جائے خواہ ان میں شرک اور خدا کی نافرمانی کی ہی تعلیم کیوں نہ دی جاتی ہو۔ نہ ہی ان کے بتوں اور ان کے مقتداؤں کو بُرا کہنے کا حکم ہے ہمیں صرف تبلیغ اور ان کے سمجھانے کا حکم ہے۔ لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْن۔ تلوار کسی کی گردن پر رکھ کر کلمہ پڑھوانے کا کبھی حکم نہیں دیا گیا اور اگر کوئی ایسی کوشش تلوار کے ذریعہ سے کی بھی گئی تو اس کا انجام بڑا خراب ہوا۔

مجھے یاد ہے۔ تقسیم ملک کے وقت یہاں پر ہندوؤں اور سکھوں کی گردن پر تلوار رکھ کر جب ان کو زبردستی مسلمان بنانے کی کوشش کی گئی اور ان کا خون اگر مسلمانوں نے بہایا تو جب یہ لوگ یہاں سے بھاگ کر مشرقی پنجاب اور دہلی گئے تو وہاں کے مسلمانوں کے خون سے پھر ان لوگوں نے ہاتھ رنگے۔ مسلمانوں کا بے حد و حساب قتل عام ہوا اور جو لوگ پاکستان آنا چاہتے تھے، ان کی بیویوں بچوں تک کو ذبح کر دیا گیا۔ خود بڑی مشکلات کا مقابلہ کر کے وہ یہاں جان بچا کر پہنچے۔ لٹ پٹ کر آئے، چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم ان کو گلے لگاتے، انہیں سینے سے چمٹاتے۔ کیونکہ اگر وہ ہجرت کر کے آئے تھے تو ہماری حیثیت بھی انصار کی تھی۔ جس طرح انصار مدینہ نے مہاجرین مکہ کو گلے لگایا، جس طرح انصار مدینہ نے مہاجرین مکہ کو WELCOME کیا۔ اپنے آدھے اثاثے، آدھی دکانیں اور آدھی زمینیں ان کے نام کر دیں بلکہ یہاں تک ایثار کیا کہ جس انصاری کی دو بیویاں تھیں ایک کو طلاق دے کر اپنے مہاجر بھائی کی خدمت میں نکاح کرا کے دے دی۔ لیکن مکہ سے بھی بے غیرت لوگ نہیں آئے تھے۔ مہاجرین نے جس غیرت کا ثبوت دیا وہ بے مثال ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ ہمیں بازار کا راستہ دکھاؤ، ہمیں کھیتوں میں لے جاؤ اور کام کرنے کا موقعہ دو۔ ہم لنگڑے یا معذور نہیں ہیں کہ آپ کی کمائی پر گزر بسر کریں، دوسروں کی کمائی پر جینا بھی کوئی جینا ہے، ہم تو تمہارے مال پر گِدھ بن کر نہیں اڑ سکتے، محنت مزدوری کر کے کھائیں گے، تجارت کریں گے اور اہل و عیال کو کھلائیں گے۔ پھر اللہ نے اتنا دیا کہ دوسروں کو دینے والے بن گئے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے راہ خدا میں اتنا مال لٹایا جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایسے ہی دیگر صحابہ کرامؓ نے اپنا مال و دولت اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی بھلائی کے لیے ایسے پانی کی طرح بہایا کہ ان کے ان حالات کو پڑھ کر آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔

دونوں طرف سے مہاجرین و انصار نے دوستی کا، مودّت کا، اخوت کا، غیرت و حمیت کا اور ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا۔ لیکن یہاں پر تقسیم کے وقت تو دو طرفہ ہی ستم ہوا ہے۔ ناحق دوسروں کا مال غصب کرنے کی ناپاک کوششیں ہوئی ہیں۔ تالی دونوں ہاتھ سے ہی بجتی ہے۔ بنگالیوں نے بہاریوں کو ہر طرح امداد دی لیکن بعض افراد نے ان کو لوٹا بھی۔ اسی طرح بہاریوں میں سے بعض نے بنگالیوں سے اچھا سلوک بھی کیا لیکن اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو مہاجر بن کر آتے لیکن بنگالیوں کو لوٹنے لگے کہ ہم لٹ پٹ کر آئے ہیں، ہماری امداد کیجئے۔ کسی نے بیل دیے، زمینیں دیں، دکانیں دیں لیکن انہوں نے یہ چیزیں لے کر بیچ ڈالیں اور دوسرے گاؤں چلے گئے وہاں جا کر روتے کہ ہم غریب الوطن ہیں مہاجر ہیں ہماری امداد کیجئے۔ وہاں سے دکانیں، مکانات حاصل کر کے انہیں اونے پونے بیچا اور آگے چل دئے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے مشرقی پنجاب اور دہلی سے بعض ہمارے جاننے والے یہاں آئے۔ دکانیں، مکانات اور جائدادیں حاصل کیں اور یہاں سے بیچ کر کراچی چلے گئے اور وہاں جا کر درخواست دی اور زمینیں، مکانات حاصل کر لیے۔ پھر وہاں سے بیچ کر کسی اور جگہ چلے گئے۔

تو تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی رہی اگر وہ مسلمان ہوتے تو یہاں آ کر مہاجرین مکّہ والا رویّہ اختیار کرتے اور اگر یہاں کے لوگ مخلص ہوتے تو ان سے انصارِ مدینہ والا برتاؤ کرتے۔

ایسے ہی آج اگر کوئی مسلمان کسی سے قرض لیتا ہے

(باقی ص ۱۲ پر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی

عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

چونکہ آنحضرتؐ کی سیاسی زندگی پر روشنی ڈالنا ہے اس لیے سیاست کی اہمیت اور ضرورت کا ذہن نشین کرا دینا بھی ضروری ہے۔

قانون خواہ انسداد جرم کے لیے ہو یا میراث اور نیکیوں کی طرف رغبت دلانے والا ہو۔ جب تک اس کی پشت پر قوت تنفیذیہ اور طاقت و قوت کا مظاہرہ نہ ہو اس کے امتثال اور بجا آوری کی توقع رکھنی عبث و بے کار ہے۔

واضع قانون اس قدر طاقت و قوت کا ضرور مالک ہونا چاہیے کہ جس کے خوف سے قانون کی خلاف ورزی نہ ہو سکے اور ساتھ ہی لطف و کرم اور شفقت و مروت بھی رکھتا ہو اور انعام و اکرام کا شوق دلانے والا ہو تاکہ عمل کرنے والوں میں عمل کا صحیح جذبہ اور قانون کی پیروی کا سچا خیال پیدا ہو سکے۔ کیونکہ کسی کے حکم کی تعمیل اور قانون کی پابندی اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ عمل کرنے والوں میں دو چیزیں ہوں، خوف یا شوق۔

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ جو خوف کے سامنے جھکتے ہیں، دوسرے وہ جو شوق کے پرستار ہیں۔ لہٰذا واضع قانون کے لیے ضروری ہے کہ دونوں قسم کی طبیعتوں کو ملحوظ رکھے۔

خوف کی وجہ سے جو عملی جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ اگرچہ ناقص اور متزلزل عارضی اور دلوں میں شک و شبہ پیدا کرنے والا ہوتا ہے جبکہ دلوں پر خوف طاری ہے عمل میں بھی رہتا ہے اور جب خوف جاتا رہتا ہے تو عمل رخصت ہو جاتا ہے اور شوق کی وجہ سے جو عمل پیدا ہوتا ہے وہ مکمل، غیر متزلزل، مستقل اور دلوں میں پختہ عزم و یقین پیدا کرتا ہے۔ مگر دنیا میں ایسے لوگ بہت کم رہے ہیں اور رہیں گے جو شوق کی وجہ سے کسی قانون کی پیروی کرتے ہیں۔ چونکہ قانون کے ساتھ قوت تنفیذیہ کا ہونا لازمی ہے جس میں کسی عاقل کو کلام نہیں ہو سکتا تو کیا خدا کے قانون کے لیے قوت کی ضرورت نہیں۔ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام سیاست سے نابلد ہے۔ اپنے متبعین کو سیاست سے الگ رکھنا چاہتا ہے۔ یا اسلامی قانون بغیر سیاسی قوت کے قائم و برقرار رہ سکتا ہے۔ اگر کوئی حقیقتِ اسلام سے ناآشنا غلامی پسند ہو، اور ننگ اسلاف مسلمان ایسا حقیقت سوز دعوےٰ کرتا ہے اور یا عملاً ایسا ہی ثابت کرتا ہے تو وہ قرآن کریم کو ٹھکراتا ہے اور یا اس کو کلام الٰہی اور قابل عمل نہیں سمجھتا۔ نبیٔ کریمؐ کے طرز عمل کو جھٹلاتا ہے اور آپ کی زندگی پر پردہ ڈالتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے طرز عمل اور زندگی سے ناآشنائے محض ہے اور اپنی عقل و فہم کو جواب دیتا ہے۔

ایک بنیادی اور عظیم الشان غلط فہمی کا ازالہ اور اس پر متفرع چند فرضی و خلاف اسلام عقائد و خیالات کی تردید اور اصلاح کر دینا ضروری ہے جس کے بغیر اس مضمون میں ناظرین کما حقہٗ استفادہ اور عبرت حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ گمراہ کن اور خلاف اسلام عقائد و خیالات پھیلاتے ہیں کہ

پہلی گمراہی: سیاست کوئی اہم چیز نہیں ہے

مذہب اور سیاسیات علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ سیاست کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ مذہب کچھ اور شے ہے اور سیاست چیزے دیگر است۔

سیاسی برتری اور تفوق کے اصول پر کوئی دینی یا دنیوی ترقی نہیں ہے۔ اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ۔ بے شک زمین پر میرے بندے وارث ہوں گے۔

یہ آیت تو صرف تلاوت کے لیے ہے۔

ہر مسلم اور غیر مسلم بادشاہ اور اولی الامر کی اطاعت فرض ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو اسلامی سلطنتوں کے پرخچے اڑانے اور ان کی آزادی سلب کرنے، ان کے اقتدار کا گلا گھونٹنے، مسلمانوں کے سینوں میں گولیاں اتار دینے اور خدا اور رسول کے احکامات کو بالائے طاق رکھ دینے اور جہاد کی آیتیں منسوخ کر دینے میں کوئی حرج نہیں (معاذ اللہ)

مومنین وصالحین پر اکرام ایزدی

سنتِ الٰہیہ ہے کہ وہ ہر اس قوم کو جو اللہ کے رسولوں پر ایمان لاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیاوی اقتدار بھی ضرور عطا کیا ہے۔ دینی اور دنیوی اقتدار کے حصول کا نام تکمیل نعمت ہے۔ سب سے بڑی نعمت تو ایمان ہے۔ اس کے بعد جب اقتدارِ حکومت بھی مل جاتا ہے تو گویا تکمیل ہو جاتی ہے۔ گویا دنیوی اقتدار بھی نعمتِ الٰہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ حکومت و سلطنت عطا کی جائے گی۔ مذہب اسلام کو پوری شوکت ہو گی اور ملک میں امن و انتظام قائم کیا جائے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی برکت سے مسلمانوں کو قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کا وارث بنایا۔

حقیقت میں تو بادشاہت خدا ہی کی ہے۔ دنیا کے فرمانروا اس کے نائب ہوتے ہیں۔

مسلمان وہ ہیں جنہیں اگر خدا دنیا میں طاقت و شوکت عطا کرے تو وہ اپنے نیک امور میں صرف کریں۔ عبادت الٰہی میں مصروف رہیں۔ مستحقین کی مالی امداد کریں، زکوٰۃ دیں۔ لوگوں کو نیکی کی تاکید کریں اور انہیں برائیوں سے روکیں۔ دراصل ہر کام کا انجام خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔

آپؐ کی فقید المثال مصروف زندگی

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ایمان و عمل اور صبر و استقلال کا امتحان لے کر اپنی نیابت اور خلافت کا تاج ان کے سروں پر رکھ دیا۔

اسلامی شہنشاہی کا پہلا دن فتح مکہ کا دن تھا۔ اس کے فوراً ہی بعد حضور نبی کریمؐ نے فرمانروا کی حیثیت سے نظم و نسق ملک اور ترتیبِ آئین و ضوابط کی طرف توجہ شروع کی اور ذیل کے احکام کا تقرر شروع کر دیا۔ محصلینِ زکوٰۃ، دعاۃ اسلام اور عمّال حکومت مختلف حصوں میں قیام امن و انتظام کے لیے مامور کیے لیکن ہر رشتہ کا سرا آپ ہی کے ہاتھوں میں رہا۔ کوئی کام اور کوئی خدمت ایسی نہ تھی جسے عمّال کے سپرد کر کے آپ یکسو ہو گئے ہوں۔ ساری ذمہ داریاں آپ ہی کے دوشِ مبارک پر تھیں۔

تمام بڑے بڑے معرکوں کی قیادت آپ ہی کرتے تھے بدر، اُحد، خیبر، خندق، فتح مکہ، تبوک اور حنین وغیرہ غزوات میں سپہ سالاری آپ ہی فرما رہے تھے۔ اس لیے کہ قیام و تربیتِ فوج اور انتظام رسد و اسلحہ سے زیادہ لشکر والوں کی اخلاقی و روحانی نگہداشت ضروری تھی اور اس فریضۂ مذہبی کو آپ سے بہتر کوئی دوسرا انجام بھی نہیں دے سکتا تھا۔

فیصلہ قضایا اور صیغۂ فرامین

مدینہ اور نواحِ مدینہ کے تمام مقدمات آپؐ ہی کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ آپؐ نے زندگی میں جتنے مقدمات فیصل کیے۔ ان کا اکثر حصہ البیوع اور کتاب القصاص والدّیات میں اپنی تفصیل کے ساتھ اب تک موجود ہے۔

دیگر مراکزِ حکومت میں بھی حضورؐ نے فصلِ مقدمات کے لیے قاضی مقرر کر کے بھیجے۔

عہد اسلام میں آخر تک احتساب کا محکمہ کسی نہ کسی

(باقی صـ ۲۲ پر)

محمود الرحمٰن

پچیس سال کا نوجوان شخص تعلیم حاصل کر کے اپنے وطن لوٹتا ہے۔ اس کے دادا کے پاس جتنی بھی رقم تھی اس کو قرض دے کر لوگوں سے زمین لے لی تھی۔ اور اب تک کسی نے رقم واپس نہیں کی تھی۔ چنانچہ ساری زمینیں اس نوجوان کو ورثے میں ملتی ہیں۔

یہ نوجوان بیکار ہے۔ روزی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ لیکن وہ پرانے کاغذات نکالتا ہے۔ اب تک زمین سے جو آمدنی حاصل ہوتی رہی ہے اس کا حساب کرتا ہے جس شخص کو جتنی رقم اس کے دادا نے قرض دی تھی۔ اگر اتنی ہی رقم زمین سے حاصل ہو چکی ہے تو وہ رہن کا کاغذ پھاڑ دیتا ہے اور زمین اس شخص کو واپس کر دیتا ہے اور اگر کسی شخص کی زمین سے اتنی آمدنی نہیں ہوئی تھی جتنی اسے رقم دی گئی تھی تو یہ نوجوان اس کمی کو معاف کر دیتا ہے۔ اور زمین حقدار کو واپس کر دیتا ہے۔ اور اگر زمین سے آمدنی لی ہوئی رقم سے بہت زیادہ حاصل ہو چکی ہے تو یہ نوجوان مالک کو زمین کے ساتھ ساتھ یہ فاضل رقم بھی واپس کرنا چاہتا ہے کہ یہ خیانت ہے مگر گھر میں پیسہ نہیں۔ کہ یہ رقم لوٹا دی جائے۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی کا سارا زیور بیچ دیتا ہے اور اس طرح زمین کے ساتھ ساتھ زائد رقم کو واپس کر دیتا ہے۔

یہ شخص جس نے اپنے دادا کے قرضداروں کو رقم لیے بغیر دوبارہ ان کی زمینوں کا مالک بنا دیا تھا، مولانا رشید احمد گنگوہی تھے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی مولانا قاسم نانوتوی کے ہم مکتب تھے۔ دہلی میں دونوں نے ایک ہی استاد مولانا مملوک علی سے تعلیم پائی تھی۔ عجیب اتفاق کہ دونوں کے روحانی مرشد بھی ایک تھے جن کا نام حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تھا۔

مولانا قاسم نانوتوی کے تذکرے میں لکھا جا چکا ہے کہ جب ۱۸۵۷ء میں آزادی کی جنگ شروع ہوئی تو ضلع مظفر نگر کے علماء تھانہ بھون میں اکٹھے ہوئے اور ایک انقلابی جماعت بنائی گئی۔ مولانا رشید احمد اس کے قاضی مقرر ہوئے۔

جب انگریزوں سے اس انقلابی جماعت کی باقاعدہ جنگ ہوئی تو مولانا رشید احمد گنگوہی اس میں شریک تھے۔ گھمسان کی جنگ میں جماعت کے ایک فرد حافظ ضامن کو گولی لگی تو وہ دھم سے زمین پر گر پڑے۔ ان کے پیٹ سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ مولانا گنگوہی لپک کر ان کے پاس پہنچے۔ اور انہیں اٹھا کر قریب کی ایک مسجد میں لائے جہاں انہوں نے دم توڑ دیا۔

جب اس بستی پر انگریزی فوج کا قبضہ ہو گیا اور مجاہدوں کے نام گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا تو اس میں مولانا گنگوہی کا نام بھی تھا۔ دوستوں نے اصرار کیا کہ وہ گنگوہ سے چلے جائیں۔ چنانچہ وہ رامپور چلے گئے جہاں ان کی ددھیال تھی۔

کچھ ہندوستانی ایسے بھی تھے جو انگریزوں کا ہر طرح ساتھ دیتے تھے۔ کوئی مجاہد روپوش ہو جاتا تو اس کا پتہ چلاتے اور حاکموں کو اس کی خبر دیتے۔ ایسے ہی ایک مخبر نے مولانا رشید احمد کے متعلق بتایا کہ وہ اپنے گاؤں میں چھپے ہوئے ہیں۔ فوراً ایک انگریز افسر ستر سواروں کو لے کر گنگوہ پہنچا پورا گاؤں چھان مارا لیکن مولانا کا کہیں پتہ نہ ملا۔ اسی درمیان مسجد میں ایک گورا جا گھسا۔ وہاں مولانا کے ماموں زاد بھائی عبادت میں مصروف تھے۔ ان کی شکل و صورت مولانا سے بہت ملتی جلتی تھی وہ دوڑ کر ان کے پاس پہنچا اور گردن پر

زور سے ایک گھونسہ مار کر کہا :-

"چل کھڑا ہو۔ کیا گردن جھکائے بیٹھا ہے"۔

یہ بیچارے چپ چاپ اٹھ کھڑے ہوئے اور گورا کے ساتھ ساتھ چل پڑے۔ مار کھاتے جاتے تھے۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ "میں رشید احمد نہیں ہوں"۔ اسی دوران کسی شخص نے فوجیوں کو کہا :

"یہ مولوی رشید احمد نہیں ہیں۔ وہ تو رامپور میں ہیں"۔

پھر کیا تھا۔ فوجیوں نے ان کو تو چھوڑا اور سیدھے رامپور پہنچے۔ وہاں مولانا رشید احمد گنگوہی کو گرفتار کر لیا۔ سخت پہرے میں انہیں سہارن پور لایا گیا اور کال کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ مولانا کے عزیزوں کو جب یہ خبر ملی تو بہت پریشان ہوئے۔ یہ سوچا کہ نہ جانے انہیں کھانا بھی ملا ہے کہ نہیں۔ بڑی مشکلوں سے ایک آدمی کی معرفت جیل میں کھانا بھجوایا۔ مولانا رشید احمد نے ٹھیکریوں پر کوئلہ سے یہ لکھ کر انہیں بھیجا :

"گھبراؤ نہیں، آرام سے ہوں"۔

اس طرح مولانا نے اپنے گھر والوں کو تسلی دی۔ ورنہ ان پر جو گزرتی تھی وہ وہی جانتے تھے۔

مولانا رشید احمد کی بیوی مولانا محمد تقی کی بیٹی تھیں۔ جنہیں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں نے مار ڈالا تھا۔ اب جو انہیں شوہر کی گرفتاری کی خبر ملی تو بیساختہ بول اٹھیں :-

"شکر ہے آزادی کی راہ میں پہلے باپ شہید ہوئے اور اب شوہر جیل میں بند پڑا ہے"۔

مولانا رشید احمد کو چھ ماہ کے قریب قید خانے میں رکھا گیا۔ اس عرصے میں انہوں نے جیل کے تمام قیدیوں کو دین کی اچھی باتیں بتائیں۔ انہیں نماز کا طریقہ سکھایا، قرآن پڑھایا، اس کا ترجمہ سنایا۔ اندر کے اندر آزادی کا جذبہ پیدا کیا۔ مولانا رشید احمد کی تعلیم کا بڑا اچھا اثر ہوا۔ تمام قیدی ان کے سچے شاگرد بن گئے

جب عدالت میں مقدمہ چلا اور حاکم نے انگریزوں کے کے خلاف جنگ کرنے کا الزام عائد کیا تو مولانا رشید احمد نے صاف صاف لفظوں میں کہا :

"میں نے ایسا کیا ہے"۔

جب پوچھا گیا :-

"تم نے سرکار برطانیہ کے خلاف ہتھیار اٹھائے تھے ؟"

مولانا نے نڈر ہو کر جواب دیا :-

"ہاں ہتھیار اٹھایا تھا"۔

جب حاکم نے یہ کہہ کر دھمکایا :

"تمہیں سخت سزا دی جائے گی"۔

تو مولانا نے مسکرا کر جواب دیا :-

اس میں کیا مضائقہ ہے"۔

آزادی کی راہ میں ہر طرح کی تکلیف کو مسکرا کر برداشت کرنے والے مولانا رشید احمد گنگوہی جب رہا ہوئے تو انہوں نے اپنی تمام توجہ مسلمانوں کی دینی تعلیم کی طرف کر دی — نوجوانوں کو قرآن اور حدیث کا سبق دیتے ان کے اندر اسلام کی بڑائی کا احساس پیدا کرتے۔ ان کے اخلاق اور کردار کو درست کرتے۔ اور جب مولانا قاسم نانوتوی کا انتقال ہو گیا تو دارالعلوم دیوبند کی نگرانی انہیں کے سپرد کر دی گئی اور انہوں نے اس کو ترقی دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

مولانا رشید احمد گنگوہی کی تمام عمر طلبہ کو پڑھانے میں گزری۔ وہ ایک نیک اور محبت کرنے والے استاد تھے۔ طلبہ پر ہمیشہ مہربان رہتے۔ ان کے کھانے پینے اور آرام کا بڑا خیال رکھتے۔ ایک دفعہ صحن میں بیٹھے بچوں کو پڑھا رہے تھے۔ اچانک بادل گھر آئے اور بارش شروع ہو گئی۔ بچوں نے جلدی جلدی کتابیں سمیٹیں اور بھاگ کر مدرسے کے اندر چلے گئے۔ کچھ ہی دیر بعد انہوں نے دیکھا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی بھیگے چلے آ رہے ہیں اور ان کی چادر میں بچوں کے سارے جوتے بندھے ہوئے ہیں۔ استاد کو اس طرح دیکھ کر بچے بہت شرمائے۔ مولانا نے ان کی یہ کیفیت دیکھی تو بڑے پیار سے کہا :-

"اس میں کون سی بڑی بات ہے۔ تمہاری خدمت کرنا تو میری نجات کا ذریعہ ہے"۔

★

سرخیوں سے خون کی آتا ہے تاریخوں میں رنگ
کربلاؤں سے ہے دینِ مصطفٰیؐ کی آبرو ——!

(اقبالؔ)

حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب

حضرت فاروق اعظمؓ کی کرامت

ایک روز حضرت علیؓ نے خواب دیکھا کہ فجر کی نماز میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی۔ آپ محراب سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے ایک لڑکی ایک طبق چھوہاروں کا لائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوہارا لے کر میرے منہ میں ڈال دیا۔ پھر دوسرا چھوہارا اٹھا کر میرے منہ میں ڈال دیا، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، اور دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق تھا اور زبان پر ان چھوہاروں کی حلاوت باقی تھی۔ اس کے بعد میں وضو کر کے مسجد میں گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی اور بالکل اسی طرح محراب سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے میں نے ارادہ کیا کہ خواب بیان کروں۔ مگر اس سے قبل کہ میں کچھ بولوں ایک عورت آئی اور اس کے ہاتھ میں ایک طبق چھوہاروں کا تھا، اور وہ مسجد کے دروازے پر کھڑی ہو گئی اور طبق لا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ انھوں نے دو چھوہارے یکے بعد دیگرے میرے منہ میں ڈال دیئے اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو تقسیم کرا دیئے۔ میرا جی چاہتا تھا کہ مجھے اور دیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے بھائی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو تمھیں اس سے زیادہ دیئے ہوتے تو میں بھی زیادہ دیتا۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہوا کہ جو خواب میں نے رات کو دیکھا تھا۔ وہ سب ان کو معلوم تھا۔ تو فرمایا کہ اے علیؓ! مومن نورِ ایمان سے دیکھ لیتا ہے۔ میں نے کہا امیر المومنین آپ سچ کہتے ہیں۔ میں نے ایسا ہی خواب دیکھا تھا۔ آپ کے ہاتھوں سے بھی چھوہاروں کی لذت وہی پائی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک سے ملی تھی۔ (خلفائے راشدین مولفہ حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی)

فنِ تعبیر کے امام

امام ابنِ سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ فنِ تعبیر کے امام تھے۔ ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میری چارپائی کے نیچے انگارے دہکتے ہیں۔ فرمایا فوراً جا کر سامان وغیرہ نکال اور اپنی جان کو بچا۔ چنانچہ مکان گر گیا اور وہ بال بال بچ گیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک شخص نے یہی خواب آ کر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا وہاں جا کر زمین کو کھود۔ وہاں سے مال و متاع ملے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کو زمین کھودنے پر خزانہ ملا۔ کسی نے پوچھا حضرت یہ کیا راز ہے۔ فرمایا پہلے نے خواب گرمیوں میں دیکھا تھا اور دوسرے نے سردیوں میں سردیوں میں آگ محبوب ہوتی ہے۔ تو دولت پیاری ہوتی ہے۔ اس لیے میں نے مختلف تعبیر دی تھی۔

معبر کی تعبیر کے مطابق نتیجہ

حضرت مولانا قاسم رح کے پاس ان کے بھائی صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے کہ بریلی سے بطخیں اڑ کر گھر آئیں ہیں۔ فرمایا ملازمت ملنے والی ہے۔ اگر مٹھائی کھلاؤ تو بیس روپیہ کی ملازمت ملے گی۔ ورنہ گیارہ روپیہ کی۔ بھائی صاحب نے کہا مجھے مٹھائی کھلانے میں کیا عذر ہے۔ تھوڑے دنوں بعد بریلی سے خط آیا جلدی آیئے۔ ایک اسامی کی جگہ خالی ہے۔ بیس روپلے ماہانہ تنخواہ ملے گی۔

حضرت مولانا کا کمال یہ تھا کہ تعبیر کے ساتھ دلیل بھی دیتے تھے۔ فرمایا بطخوں کا اڑ کر آنا اشارہ تمھارا رزقِ حلال کی طرف۔ کیونکہ بط خود حلال ہے۔ اور عربی میں بطّ کے عدد بیس ہوتے ہیں۔ (بٓ + طٓ + طٓ = ۲۰) کیونکہ ط مشدد ہوتی ہے اور فارسی زبان میں ایک 'ط' ہوتی ہے (بٓ + طٓ) لہٰذا گیارہ عدد ہوگئے

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ

کے سامنے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے خواب بیان کیا کہ ایک بھاری مینڈھے سے میں لڑ رہا ہوں۔ میں نے اس کے سینگ پکڑے ہوئے ہیں۔ کبھی وہ مجھے دھکیلتا ہے اور کبھی میں اُسے پیچھے ہٹاتا ہوں چنانچہ اس نے اپنا سینگ میری دائیں ران میں دے مارا اور چند قطرے خون کے نکلے۔ فرمایا چچا کے خاندان کی لڑکی کا انتقال ہوگا کہا وہ کیسے فرمایا حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن موت مینڈھے کی صورت میں لاکر ذبح کر دی جائے گی۔ مینڈھے سے تو سمجھا کہ موت آئے گی اور ران پر ضرب سے یہ سمجھا کہ کوئی اعمام (چچا، ماموں وغیرہ) میں سے ہے۔ عرب بطن (پیٹ) سے جد اور فخذ (ران) سے عم وغیرہ کی اولاد مراد لیتے ہیں۔ اور چونکہ بائیں ران پر مارا تو اس سے پتہ چلا کہ عورت ہے۔ کیونکہ عورت بائیں پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور چند قطرے خون کے نکلے۔ اس سے یہ سمجھا کہ بچی ہے۔ چنانچہ دنوں کے بعد رشتہ دار بچی کے وفات کا تار آگیا۔

ایک عورت حضرت ابن سیرین کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے ایک بلی دیکھی کہ اس نے میرے خاوند کے پیٹ میں سر داخل کیا اور کچھ چیز نکال لی اور کھا گئی۔ فرمایا تمہارے خاوند کی دوکان میں چور گھسے گا اور تین صد سولہ روپے چرائے گا۔ عورت یہ سن کر چلی گئی۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا۔ پڑوس میں ایک بد معاش رہتا تھا۔ اس نے چوری کی۔ بالآخر وہ پکڑا گیا اور اس نے اقبال جرم کیا کہ اتنی ہی رقم چرائی۔ کسی نے کہا آپ نے کیسے بتا دیا۔ فرمایا بلی چوری کرتی ہے اور پیٹ خزانہ ہے۔ بلی کا کھانا چرانا ہے۔ باقی تعین رقم جمل کے حساب سے نکالی۔ عربی میں بلی کو سنور کہتے ہیں۔ (س۶۰ + ن۵۰ + و۶ + ر۲۰۰ = ۳۱۶)

خارجہ بن زید تابعی نے خواب دیکھا کہ انھوں نے ستر سیڑھیاں بنائی ہیں۔ بنانے کے بعد گر پڑے تعبیر یہ دی گئی کہ انتقال ہونیوالا ہے۔ عمر ستر سال کی تھی۔

حضرت سعید بن مسیب سے کسی نے خواب بیان کیا کہ عبدالملک کو میں نے چت لٹا کر، پھر منہ کے بل کرکے اس کی پیٹھ میں چار کیلیں ٹھونک دی ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ خواب تو نے نہیں دیکھا کہا ابن زبیر نے دیکھا ہے۔ فرمایا اگر خواب صحیح ہے تو عبدالملک ابن زبیر کو قتل کر دے گا۔ اور اس کی صلب سے چار خلیفہ ہوں گے۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ (ولید، یزید ثانی، سلیمان، ہشام)

حضرت سعید بن مسیب رح

کے سامنے کسی نے خواب بیان کیا کہ میرے دانت میرے ہاتھوں میں گر گئے ہیں اور میں نے انھیں دفن کر دیا ہے۔ فرمایا تم اپنے ہمعصروں کو دفن کرو گے۔

ایک شخص نے خواب بیان کیا کہ میں اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا ہوں۔ حضرت سعید نے تعبیر کر دی کہ تیری بیوی محرمات میں سے ہے۔ بعد از تحقیق معلوم ہوا کہ وہ عورت اس کی رضائی بہن ہے۔

ایک شخص نے خواب بیان کیا کہ میں سائے میں بیٹھا تھا۔ پھر مجھ کو کوئی دھوپ میں لے گیا ہے۔ لیکن پھر بھاگ آیا فرمایا تم کفر پر مجبور کیے جاؤ گے چنانچہ یہ شخص کسی جنگ میں قید ہوا اور زبردستی کافر بنایا گیا۔ پھر موقع پا کر مدینہ واپس آیا۔

(کتاب تابعین ندوۃ المصنفین)

ایک شخص گریہ و زاری کرتا ہوا حضرت شاہ عبدالعزیز کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے۔ کہا بیان تو کرو۔ کہا میں نے دیکھا کہ میں قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں۔ فرمایا یہ تو بہت اچھا خواب ہے۔

تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور وہ حافظ القرآن ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک شخص نے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ میں جبرئیل علیہ السلام کی زبان پر نماز پڑھ رہا ہوں۔ فوراً فرمایا کہ تمہاری جائے نماز کے نیچے معلوم ہوتا ہے قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھی ہوئی ہے۔ قرآن شریف لسان جبرئیل ہے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میری گود میں ایک وزنی لڑکی ہے اور میں ثقل کی وجہ سے اس کو کہیں رکھنا چاہتا ہوں ایک کتیا نظر آئی اس کا پیٹ چاک کرکے اس لڑکی کو اس میں رکھ دیا۔ وہ کتیا میرے ساتھ ہولی چونکہ میری لڑکی اس کے پاس ہے۔ اس لیے میں بار بار مڑ کر دیکھتا ہوں اور یہ اندیشہ ہے کہ کہیں چل نہ دے۔ تھوڑی ہی دور چلا تھا وہ کتیا غائب ہوگئی۔

مولانا نے فرمایا [illegible] سمجھ میں تعبیر نہیں آتی۔ پھر دوسرے وقت

آتا اگر سمجھ میں آگئی تو بیان کر دوں گا ۔ وہ شخص دوسرے وقت آیا فرمایا کہ نماز میں قلب پر تعبیر وارد ہوئی ۔ تم کو شہوت کا تقاضہ ہوا ہے اور تم نے کسی بازاری عورت سے منہ کالا کیا ۔ اس کو لڑکی کا حمل ٹھہرا ۔ لڑکی پیدا ہونے سے تم کو اس سے تعلق زائد ہوا ۔ پھر اس نے بے وفائی کی ۔ (سبحان اللہ)

———— ایک بادشاہ نے خواب دیکھا کہ میرے سب دانت ٹوٹ گئے ۔ کسی معبر کو بلا کر تعبیر دریافت کی ۔ اس نے تعبیر دی کہ آپ کا سب خاندان آپ کے سامنے مرجائیگا ۔ بادشاہ یہ سن کر برہم ہوا اور اس کو نکلوا دیا ۔ اس کے بعد ایک دوسرے معبر کو بلایا اور خواب بیان کیا ۔ تعبیر چاہی ۔ انھوں نے جواب دیا کہ آپ کی عمر آپ کے سب خاندان سے زیادہ ہوگی ۔ اس پر بادشاہ خوش ہوا اور کہا کہ بات ایک ہی ہے صرف عنوان کا فرق ہے ۔ مگر اس سے طبیعت پر گرانی نہیں ہوئی ۔ اور اس کو خلعت دے کر نہایت عزت واحترام سے رخصت کیا ۔

———— ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ دو کتے میری بیوی سے مباشرت کرتے ہیں ۔ طبیعت از حد پریشان ہے ۔ فرمایا فکر میں نہ پڑو ۔ شاید تمھاری بیوی موئے زہار مقراض سے کترتی ہے ۔ اس کو منع کر دو ۔ بعد از تحقیق معلوم ہوا کہ قصہ ویسا ہی تھا ۔

———— آثار العزرا کی روایت ہے کہ دربار نوشیروان میں بزرجمہر کی رسائی اس تقریب سے ہوئی تھی کہ نوشیروان نے ایک شب میں مرتبہ یہ خواب دیکھا کہ " اس کے سامنے شراب کا ایک پیالہ بھرا ہوا رکھا ہے اور ایک سور (خوک) اس کو آکر پی جاتا ہے " یہ خواب دیکھ کر وہ بدحواس ہوگیا ، اور معبروں سے ملازم دربار تھے ۔ کوئی اس خواب کی صحیح تعبیر نہ کر سکا ۔ تب اطراف ملک سے اور معبر طلب ہوئے ۔ چنانچہ ایک معبر بزرجمہر کو مرو سے لایا اور اس نے نوشیروان کو بتایا کہ حرم سرا میں خواجہ سراؤں کے لباس میں ایک مرد چھپا ہوا ہے اور کوئی بیگم اس سے ناجائز تعلق رکھتی ہے ۔ چنانچہ تحقیقات سے قیصر روم کی بیٹی کا (جو نوشیروان کی بیگم تھی) یہ جرم ثابت ہوا ۔

———— ایک شخص نے محمد بن سیرین رحؒ سے آکر عرض کیا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک شیشہ کا پیالہ میرے ہاتھ میں بھرا ہوا ہے ۔ پیالہ گر کر ٹوٹ گیا مگر پانی ہوا میں ٹھہرا رہا ۔ محمد بن سیرین رحؒ نے فرمایا کہ تمھاری کوئی عورت حاملہ ہے ؟ عرض کیا کہ ہے ۔ فرمایا کہ ولادت کے وقت مرجائے گی اور لڑکا زندہ رہے گا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔

———— کسی شخص نے آکر محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا کہ خواب میں دیکھا ہے کہ ایک جانور آسمان سے اتر کر درخت پر بیٹھا اور تمام کلیاں چن کر نگل گیا ۔ یہ سن کر آپ کا چہرہ زرد ہوگیا ۔ اور فرمایا کہ علماء کی موت کی طرف اشارہ ہے ۔ چنانچہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی سال وفات پائی ۔

———— ایک شخص نے پوچھا کہ ... محمد بن سیرین رحؒ ... ایک شخص نے خواب دیکھا ہے کہ انڈے سے کرتا ہے ... اس کی سفیدی رکھ لیتا ہے اور زردی پھینک دیتا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ خواب دیکھنے والے کو بھیجو ۔ سائل نے کہا آپ بتلا دیجیے میں اس سے کہہ دوں گا ۔

آپ نے انکار کر دیا وہ چلا گیا ۔ پھر آیا اسی طرح سوال کیا آپ نے انکار کیا ۔

تیسری مرتبہ آکر اقرار کیا کہ میں نے ہی خواب دیکھا ہے ۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ اسے بادشاہ کے پاس پکڑ کر لے جاؤ کہ یہ شخص مردوں کے کفن چراتا ہے ۔ اس نے رو کر اپنی خطا کا اقرار کیا اور آئندہ کے لیے توبہ کی ۔ تب آپ نے اسے چھوڑ دیا ۔

———— ایک شخص نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک کالے رنگ پستہ قد عورت سے نکاح کیا ہے ۔ آپ رحمۃ اللہ نے فرمایا ۔ جاؤ اسی سے نکاح کرلو ۔ سیاہ رنگت سے مال کی طرح اشارہ ہے ۔ اور پست قد عمر کم ہونے کی طرف اشارہ ہے ۔ چنانچہ انھوں نے نکاح کرلیا تھوڑے عرصے میں عورت مرگئی اور ان کو مال مل گیا ۔

———— خلیفہ مہدی نے خواب دیکھا کہ منہ کالا ہوگیا ہے ۔ اس زمانہ کے معبرین سے تعبیر پوچھی گئی ۔ سب تعبیر سے عاجز آگئے ۔ آخر کار حضرت کرمانی رحمۃ اللہ کو بلایا گیا ۔ فرمایا :

خلیفہ کے ہاں لڑکی ہوگی ۔ سن کر سب حیران ہوئے ۔ دلیل پوچھی فرمایا قرآن مجید میں آیا ہے ۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۔

———— حسین بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میری خواہش کے باوجود میرے ہاں کوئی اولاد نہ ہوتی تھی ۔ میں نے خواب دیکھا کہ میری گود میں کسی نے دور سے انڈا پھینک دیا ہے ۔ میں نے حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ خواب بیان کیا ۔ انھوں نے فرمایا : وہ انڈہ عجمی مرغی کا ہے تم عجم سے شادی کرو ۔ چنانچہ میں نے ان کے

کتنے کے مطابق ایک عجمی عورت سے شادی کر لی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بطن سے مجھے لڑکا عطا کیا۔

ایک شخص محمد بن سیرین کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں اذان دے رہا ہوں۔ فرمایا تیرے دونوں کان کاٹے جائیں گے۔ پھر دوسرا شخص حضرت کی خدمت میں آیا۔ حالانکہ پہلا شخص ابھی گیا نہ تھا۔ اس نے بھی اسی طرح خواب بیان کیا کہ میں اذان دے رہا ہوں۔ فرمایا، تو حج کرے گا۔ آپ کے ہمنشینوں نے سوال کیا کہ دونوں خواب تو برابر تھے۔ ان میں کیا فرق ہے فرمایا، پہلے شخص کو دیکھا اس کے چہرہ سے شر کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے تعبیر دی۔ ثم اذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسارقون (یوسف) یعنی پھر ایک آواز لگانے والے نے آواز لگائی کہ اے قافلے والو! تم چور ہو اور دوسرے شخص کے چہرے سے سعادت ٹپک رہی تھی۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے تعبیر دی وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (یعنی اعلان کر دو لوگوں میں حج کا)۔ چنانچہ جس طرح حضرت نے تعبیر دی۔ اسی طرح ہوا۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

تو پھر واپس دینے کا نام نہیں لیتا، کوئی اپنا مکان یا دکان کسی کو کرایہ پر دیتا ہے تو کرایہ دار دکان پر ہی قبضہ جما لیتا ہے۔ اگر زمین کسی کو کاشت کے لیے دی ہے تو وہی زمین کا مالک بن بیٹھا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے کتنے ہی بڑے بڑے لیڈروں نے قرض حسنہ مانگا لیکن نہ ہی رقم لوٹائی نہ ہی خود کبھی واپس لوٹ کر آئے۔ اس لیے حضرت نے ہمیں وصیت فرمائی تھی کہ اگر تم کو اللہ نے کچھ دیا تو جب کسی کو کوئی چیز دو تو اللہ کی رضا کے لیے دینا واپس لینے کا ارادہ نہ کرنا اور قرض حسنہ کو بدنام نہ کرنا۔

ایسے ہی حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان وہ ہے جو لے کر دے دے، مسلمان وہ نہیں جو لے کر واپس ہی نہ لوٹائے۔ ظاہری طور پہ وہ مسلمان کیوں نہ ہو حقیقت میں وہ ہندو ہی ہے۔ ہمارے اس عمل کی وجہ سے دوسری قومیں ہم سے متنفر ہیں۔ کتابیں تو وہ بعد میں پڑھتی ہیں، پہلے وہ ہمارے عمل کو پڑھتے ہیں اور ہمارے عمل کو دیکھ کر اسلام سے کتب اسلام کا مطالعہ کرنے سے قبل ہی نفرت کرنے لگتے ہیں۔

اسی طرح آج ہم نام تو حضورؐ کی سیرت کا لیتے ہیں لیکن عمل ہمارا کیا ہوتا ہے۔ ہم جھنڈیاں لگاتے ہیں۔ راستے سجاتے ہیں، چھٹے بجاتے ہیں، بیل گاڑیوں پہ فلمی گانوں کے ریکارڈ لگاتے ہیں، بھنگڑا ڈالتے ہیں اور رقص کرتے ہیں، پھر اس پر خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے سیرت رسولؐ پر عمل کر لیا۔ پھر اس جلوس کو سب سے زیادہ کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ جس میں زیادہ نمازیں قضا ہوں۔ نماز کی پرواہ نہیں جس کے بارے میں حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جس نے جان بوجھ کر ایک نماز بھی چھوڑی وہ کفر کی سرحد پر پہنچ گیا۔

بہر حال اصل ضرورت سیرت رسولؐ کو اپنانے کی ہے یہ جلوس اور اس کے لوازمات بعد کے دور کی بدعات ہیں اسوۂ رسولؐ سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور سیرت رسولؐ کو نہ اپنایا گیا تو بربادی لازم ہو جائے گی۔

حضور علیہ السلام کی سیرت میں ہر طرح کی رہنمائی موجود ہے۔ اس سے جی چرا کر ادھر ادھر بھٹکنا گمراہی ہے۔ خدا اس گمراہی سے بچائے اور سیرت رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنانے کی توفیق بخشے!

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

گمراہی سے بچنے کا دستور العمل

محمد شفیع عمر الدین — میرپور خاص سندھ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
تَرَکْتُ فِیْکُمْ شَیْئَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَھُمَا : کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّتِیْ - (جامع الصغیر)

ترجمہ : میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں ، ان کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے - وہ کتاب اللہ اور میری سنت ہیں "

حاصل یہ نکلا کہ گمراہی سے بچنے کے لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑے اور ان کے اوامر و نواہی پر عمل کرے - بالفاظ دیگر اگر ہم نے ان دونوں کو چھوڑ دیا - تو ضلالت و گمراہی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا - اس میں دونوں جہانوں کا خسارہ ہے -

(اوّل) قرآن مجید پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے (البقرہ)

یہ تمام دنیا کے لیے نصیحت ہے - (القلم ۵۲) یہ ایمانداروں کے لیے ہدایت اور شفا ہے - (حم السجدہ - ۴۴) یہ تو جہان بھر کے لیے نصیحت ہی نصیحت ہے - اس کے لیے جو تم میں سے سیدھے راستہ پر چلنا چاہے -

اے ایمان والو! تمہارے رب سے نصیحت اور دلوں کے روگ کی شفا تمہارے پاس آئی ہے اور ایمانداروں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے کہ وہ قرآن اللہ کے فضل اور رحمت سے ہے - سو اس پر انھیں خوش ہونا چاہیے - یہ ان چیزوں سے بہتر ہے جو جمع کرتے ہیں (یونس ۵۸-۵۷)

پس (تہجد کے وقت) پڑھو جتنا قرآن میں آسان ہو - (المزمل - ۲۰)

اور ہم نے لوگوں کے لیے ہر طرح کی مثالیں بیان کر دی ہیں (الروم ۵۸)

ہم نے یہ نصیحت اتاری اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں (الحجر - ۸)

حدیث شریف میں آیا ہے :

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری)

ترجمہ : تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے -

چونکہ قرآن مجید دارین کی بھلائی کا دستور العمل ہے - اس لیے اس کا پڑھنا ، پڑھانا ، معنی اور مطلب کا سمجھنا ، سمجھانا ، بہترین شخص ہونے کی علامت ہے - لہٰذا اسے اہل سنت والجماعت کے محققین علماء کرام سے سیکھنا چاہیے - تفسیریں ، معانی اور مطالب صحیح حضرات کے دیکھنے چاہئیں - مستشرقین کی باتوں کے قریب نہ جانا چاہیے -

ایک حدیث شریف ہے :-

وَالْقُرْآنُ حُجَّۃٌ

(قرآن تیرے فائدے کی دلیل ہے) یعنی اگر تو اس پر عمل کرے گا تو تجھے دونوں جہانوں میں فائدہ پہنچے گا - اگر عمل نہ کرے گا تو زیاں کار ہوگا - (مشارق الانوار بحوالہ مسلم)

اس پر عمل کرنے والے کے مرتبے بلند ہوتے ہیں - انھیں دارین کی بھلائیاں ملتی ہیں اور اس کے اوامر و نواہی پر عمل نہ کرنے سے بندہ دونوں جہانوں میں خسارے میں رہتا ہے - قوم کی ترقی و عروج کا دارومدار اس عمل کرنے پر منحصر ہے ، اور اس کا زوال اس کے احکام سے پہلو تہی کرنے کی وجہ سے ہے :

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ - (مسلم)

ترجمہ : بے شک اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کا اس قرآن سے درجہ بلند کرتا ہے اور بعض لوگوں کو اس سے گرا دیتا ہے "

گھروں میں قرآن مجید کا پڑھنا موجب خیر و برکت ہے - جس گھر میں تلاوت ہوتی ہو اس میں سے شیطان بھاگ جاتا ہے - حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

" اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ - بے شک اس گھر سے شیطان بھاگتا ہے جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جائے "

کوئی بھلا وقت بھی تھا کہ صبح کے وقت ہر گھر میں چھوٹے

بچے، مرد، عورتیں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے، اور اس طرح وہ اپنے گھروں کو منور رکھتے تھے۔ مگر افسوس، صد افسوس اب ہمارے بعض گھروں میں صبح کے وقت اہل خانہ یا تو خوابِ خرگوش میں محو ہوتے ہیں یا اخبار بینی کرتے ہیں اور یا ریڈیو پر گانے وغیرہ سنتے ہیں۔ اس طرح ہمارے گھر بہت بڑی نعمت سے محروم ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائے۔

آپؐ کی سنتِ مطہرہ

یعنی حدیث شریف گمراہی سے بچانے والی دوسری چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

(الحشر آیت - ۷)

ترجمہ: جو کچھ تمہیں رسول دے اُسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔"

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خبردار مجھ کو قرآن ملا ہے اور قرآن کے برابر اور یعنی "حدیث" بھی ہے۔ بعض جاہلوں منکروں کا یہ حال ہے کہ حدیث شریف کو نہیں مانتے۔ کہتے ہیں کہ حدیث ظنی ہے اور گمان کرتے ہیں کہ احکام شرع قرآن میں منحصر ہیں۔ حالانکہ بہت سے حکم شریعت کے حدیث سے ثابت ہوتے ہیں، اور جیسے قرآن شریف دلیل ہے۔ ویسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث بھی دلیل ہے۔ جیسے قرآن شریف حضرت کو عطا ہوا ہے، حدیث بھی عطا ہوئی ہے۔ دونوں "وحی" ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن مجید وحی ظاہر ہے۔ اور حدیث "وحی پوشیدہ" ہے۔ (حاشیہ آیت مذکورہ از مولانا عبدالغفور غزنوی امرتسریؒ)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ حضراتِ علمائے اہل سنت والجماعت "جمیع احکام شرعیہ" کا معقول ثبوت رکھتے ہیں، خواہ ان احکام کی کیفیت معلوم ہو یا نہ ہو۔ وہ اِن احکام کی کیفیت دریافت نہ ہونے کے باعث ان کا انکار نہیں کرتے۔ مثلاً عذابِ قبر، سوالِ منکر و نکیر، پل صراط، میزانِ اعمال اور ان کی مانند دوسری شرعی باتوں میں، جن کے ادراک میں ناقص عقلیں عاجز ہیں۔

ان بزرگوں نے کتاب (قرآن مجید) و سنت (صحیح حدیثوں) کو اپنا رہنما بنایا ہے۔ حضرات کے ادراک میں بات آگئی تو ٹھیک ہے۔ اگر سمجھ میں نہ آئی تو بھی "احکام شرعیہ" کو قبول کر لیتے ہیں اور اپنے عدمِ ادراک (ان کے نہ سمجھنے) کو اپنے فہم کے قصور پر محمول کرتے ہیں۔ وہ دوسروں (منکروں) کی طرح نہیں کرتے کہ جو کچھ ان کی عقلیں قبول کریں یا ان کو دریافت کر سکیں، وہ قبول کر لیں اور جو بات ان کی عقلوں میں نہ آئے۔ اسے قبول نہ کریں۔ وہ (منکر) یہ حقیقت نہیں جانتے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی بعثت اسی لیے ہوئی ہے کیونکہ عقلیں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بعض احکام کے مطالب سمجھنے سے قاصر ہیں حضرات انبیاء علیہم السلام نے سب احکام الٰہی اس کی مرضی و منشا کے مطابق صاف صاف بیان فرما دیئے ہیں) عقل اگرچہ حجت ہے۔ مگر حجت کاملہ نہیں۔ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے حجت تمام ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ (بنی اسرائیل آیت ۱۵)

ترجمہ: اور ہم سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج دیتے"

(از مکتوب ۴۴ - دفتر سوم)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید اور صحیح احادیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں ارسال کریں

سیرت حضرت عائشہ صدیقہ رضہ

محمد صدیق چودھری کے قلم سے

ملنے کا پتہ : حافظ خیر محمد نور محمد مکتبہ الفاروق سلطان پورہ روڈ لاہور

قیمت : ۳/۰ روپے

حضرت عائشہ صدیقہ رضہ بنت صدیق رضہ حبیبۂ زوجہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جتنی عظیم المرتبت ہستی کی مالک ہیں اتنی ہی مظلوم بھی ہیں کہ اس دور سے لے کر آج تک ایک طبقہ ان کی ردائے عفت کو داغدار کرنے کی ناپاک کوششوں میں مصروف ہے لیکن اس عظیم المرتبت خاتون کے فضل و مجد کا کیا ٹھکانہ ہے جس نے بیت صدیق میں آنکھ کھولی، تربیت پائی اور پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے نہ صرف رشتۂ ایمان و اسلام میں بلکہ رشتۂ زوجیت میں منسلک ہو گئی۔ قدرت نے اسے سلام بھیجا۔ اس کے بستر میں حضور علیہ السلام پر وحی آتی۔ اس کی پاک دامنی کے بیان کے لیے رب کائنات نے قرآن میں آیتیں اتاریں۔ مرض وفات میں حضور علیہ السلام کا سر اس کی گود میں تھا اور اسی کا کمرہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی آخری آرامگاہ بنا۔

علم و فضل میں اتنے بلند مقام کی مالک تھی کہ بڑے بڑے صحابہؓ اس سے کسب فیض کرتے اور اہم مسائل میں اس سے رہنمائی لیتے۔ چند صحابہ علیہم الرضوان کے بعد روایت حدیث میں اس کا نمبر ہے اور بلاشبہ نصف دین اس خاتونؓ کا مرہون ہے فرضی اللہ تعالیٰ عنہا وجزاہا اللہ تعالیٰ عن سائر اہل الاسلام۔

اس بلند بخت خاتون جو امت کی ماں ہے کی سوانح و سیرت پر کام کی شدید ضرورت ہے تاکہ ایک طرف یہ الزام ختم ہو کہ اسلام نے عورتوں کی "ترقی" میں روڑے اٹکائے تو دوسری طرف "ترقی" کا صحیح مفہوم سامنے آئے اور عورتوں میں جذبۂ عمل بیدار ہو مشہور ہفت روزہ دعوت کے سابق سب ایڈیٹر چودھری محمد صدیق صاحب نے یہ قدم اٹھا کر ملت پر احسان کیا ہے کوئی گھر اس کتاب سے خالی نہ ہونا چاہیے اور مستورات بالخصوص اس کا مطالعہ کریں۔

تذکار مقدس

امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد کی شخصیت کسی تعارف و تبصرہ کی محتاج نہیں۔ آپ کا وجود باوجود اس دور میں قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھا۔ دوسری باتوں سے قطع نظر آپ نے مختلف موضوعات پر جو لٹریچر فراہم کیا وہی ان کا اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا شکر ادا کرنا مشکل ہے۔

"سیرتِ رسولؐ" و "ولادتِ رسولؐ" پر آپ کا مقالہ عنوان بالا سے بارہا مرتبہ چھپا اور اہل حق نے اس سے آنکھیں ٹھنڈی کیں اور قلب و نظر کے لیے جلا حاصل کی۔ جامعہ اشاعت القرآن والسنۃ مسجد چک والا درواز؁ بھیرہ نے اب اس مقالہ کو بڑے ہی پیارے انداز میں چھپوایا ہے جس کے آخر میں نامہ مبارک بنام سلطان مقوقش کا عکس شامل ہے۔ دو روپے میں یہ رسالہ جامعہ سے مل سکتا ہے۔

دعائے صحت

میرے خالہ زاد بھائی تاج محمد صاحب پر اچانک فالج کا دورہ پڑ گیا ہے جو CMH ہسپتال راولپنڈی میں زیر علاج ہیں۔ احباب کی خدمت میں دعائے صحت کے لیے گزارش ہے۔ (حاجی بشیر احمد)

صورت میں قائم رہا اور مسلمانوں کی مذہبی اور اخلاقی حالت درست رہی۔ اس لیے کہ تعلیم پر عمل کرانے والے موجود تھے جو بادشاہوں اور امراء تک کو ٹوک دیتے تھے۔

گورنروں اور حاکموں کا تقرر

دنیا کی کوئی حکومت گورنروں، کمشنروں اور حاکموں کے بغیر چل نہیں سکتی کیونکہ حکومت کی طرف سے یہی قیام امن، رفع فساد اور اقامت عدل اور فصل قضایا کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ حضورؐ نے بھی یہی کیا۔ یمن، بحرین، نجران، وادی القریٰ، خیبر، مکہ اور حضرموت وغیرہ میں حضورؐ نے بھی بڑے بڑے عقیل، ذی علم اور مدبر حضرات کو گورنر اور حکام بنا کر بھیجا۔ ان کے سپرد تحصیل مالیہ، فصل مقدمات کے علاوہ سنن اور فرائض اور اشاعت اسلام کی خدمت بھی تھی۔ گورنر بھی ہوتے تھے اور معلم اخلاق بھی۔ آپؐ کے عہد میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی کہ حضورؐ کے گورنروں اور حاکموں نے رعایا پر سختی کی ہو کیونکہ حضورؐ فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں خدائے قدوس انہیں ضرور عذاب دے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطنت و حکومت بھی کی اور بادشاہی و فرمانروائی کے تمام مواقع میسر آئے اور امور سلطنت کو اچھی طرح نباہا۔ دشمن قبائل کو زیر کیا۔ غیر قوموں سے تعلقات و روابط قائم کیے۔ زمانہ جنگ اور امن کے متعلق علیحدہ علیحدہ قانون بنائے جنگیں کیں۔ فوجداری کے وہ اصول و ضوابط قائم کیے جو عالمگیر تھے۔ جنگوں کی ضرورت، مدافعت کے سامان، ایفائے عہد کے ان ہی اقوام و ممالک سے سلوک اور معاہدے اور جنگی قیدیوں، مفتوحہ ممالک کے ساتھ سلوک وغیرہ۔ غرض ہر رنگ کی ہدایتیں آپؐ نے دین اور سیاست کے تمام شعبوں کو واضح کر کے کامل طور پر رہنمائی کر دی۔ تمدن، تجارت، بیع وشریٰ، تجارتی کاروبار کے متعلق ہدایات اور غیر قوموں سے سلوک اور برتاؤ کے متعلق شرح و بسط کے ساتھ ہر پہلو پر تعلیم دلائی۔ فوجداری کے وہ اعلیٰ اصول وضع فرمائے جس سے بہتر آج کی متمدن اور مہذب دنیا پیش نہیں کر سکتی اور نہ قیامت تک پیش کر سکے گی۔

سانحہ ارتحال

حضرت امام الصلحاء شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خصوصی متعلق، صاحب ثروت لیکن انتہائی مخیر و متدین حاجی غلام محمد صاحب آف ارڑ ضلع سرگودھا گذشتہ جمعہ لاہور سے واپس جاتے ہوئے راستہ میں حادثہ کا شکار ہو کر موقعہ پر ہی انتقال فرما گئے۔ مرحوم کی والدہ ماجدہ پچھلے دن انتقال فرما گئی تھیں ان کی تعزیت حضرت جانشین شیخ التفسیرؒ نے گزشتہ جمعہ ان سے کی لیکن وہ خود بھی چل بسے اور شہادت کی موت پائی۔

یہ گھرانا انتہائی نیک متدین اور نیک فطرت لوگوں کا گھرانا ہے۔ قدرت نے دین و دنیا سے خوب نوازا ہے۔ مرحوم کی پھوپھی صاحبہ کے متعلق حضرت لاہوریؒ فرماتے کہ جتنی توفیق ذکر اس عورت کو ہے اتنی کسی کو نہیں ــــ حضرت جانشین شیخ نے اس حادثہ کی خبر سن کر انتہائی رنج و ملال کا اظہار کیا۔ مجلس ذکر میں دعا مغفرت فرمائی اور متعلقین سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ ادارہ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

اسی طرح قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے مشہور عالم دین مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب کے چھوٹے بھائی قاضی ولایت اللہ صاحب بس کے حادثہ میں شہید ہو گئے۔ موصوف ۲۹ سال کی عمر کے تھے اور بہت فعال متحرک اور صاحب اخلاق انسان!

اس حادثہ پر بھی حضرت مولانا عبید اللہ انور نے گہرے رنج کا اظہار کیا ہے اور قاضی عصمت اللہ صاحب سمیت سب متعلقین و پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مولانا زاہد الراشدی، قاضی گوجرانوالہ مولانا حمید اللہ، ڈاکٹر غلام محمد اور مدیر خدام الدین نے قلعہ جا کر مرحوم کے خاندان سے اظہار تعزیت کیا۔

سراج الامۃ سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

جمہور علماء اُمّت کی نظر میں

بچوں کا صفحہ

مرسلہ
حافظ عطاء الرحمٰن سحانی
متعلم دارالعلوم تعلیم القرآن
میانہ محلہ میانوالی

عزیز بھائیو! حضرت امام ابوحنیفہ نعمانؒ بن ثابتؒ کی ولادت ۸۰ ھ میں کوفہ میں ہوئی جب کہ حضرات صحابہ کرامؓ کی بعض بزرگ شخصیتیں موجود تھیں۔ اور انہوں نے اکابر تابعین سے علم دین حاصل کیا۔ اور فقہ میں تو حضرت امام ابوحنیفہ کا پایۂ اتنا بلند ہے کہ اکثر محدثین عظامؒ فقہاء کرام اور جمہور اُمت کیا موافق اور کیا مخالف سب ان کے فقہی کمال پر متفق اور ان کی اس خوبی اور کمال میں ان کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔ "فقہ چاہنے والا امام ابوحنیفہ کا خوشہ چین ہے۔ نیز فرماتے ہیں "امام ابوحنیفہ کا قول فقہ میں مسلّم ہے (الانتقاء)

مشہور محدث ابن جریجؒ نے امام صاحب کی وفات کی خبر سن کر فرمایا۔ کتنا بڑا علم رخصت ہو گیا ہے۔ (بغدادی ج ۱۳ ص ۳۳۸)

حضرت مسعر کدامؒ فرماتے ہیں کہ:۔
امام ابوحنیفہ پر مجھے ان کی فقہ میں رشک آتا ہے۔ ایضاً

محدث اسرائیلؒ فرماتے تھے کہ:۔
"نعمان بن ثابتؒ کیا ہی خوب مرد تھے جو ہر ایسی حدیث کے حافظ تھے جس میں فقہ ہوتی تھی۔"

امام معمرؒ فرماتے تھے کہ:۔
"مجھے تو ابوحنیفہ سے بڑھ کر فقہ کی مہارت رکھنے والا کوئی اور نظر نہیں آتا۔"

ابوجعفر رازیؒ کا بیان ہے کہ:۔
"میں نے امام ابوحنیفہ سے بڑا پرہیز گار اور کوئی نہیں پایا۔" (بغدادی ج ۱۳ ص ۳۳۹)

علامہ ذہبیؒ امام صاحبؒ کے حق میں یہ الفاظ فرماتے ہیں:۔
فقیہ العراق، امام متورع، عالم، عامل، متقی، کبیر الشان
(تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ ص ۱۵۸)

علامہ خطیب بغدادیؒ یہ الفاظ فرماتے ہیں:۔
امام اصحاب الرائے، فقیہ اہل العراق (بغدادی)

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ:۔
"علماء تو صرف چار ہیں۔ سفیان ثوریؒ۔ ابوحنیفہؒ۔ مالکؒ اوزاعیؒ۔ (البدایہ والنہایہ)

حسن بن صالحؒ بن حیؒ فرماتے ہیں کہ:۔
"امام ابوحنیفہ سمجھدار عالم اور متثبت فی العلم تھے۔"
(الانتقاء وتانیب الخطیب)

مشہور مؤرخ محمدؒ بن اسحٰقؒ ابن ندیمؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔
"علم بر و بحر مشرق و مغرب اور بعد و قرب میں جتنا بھی مدوّن ہوا ہے وہ امام ابوحنیفہؒ کا مدوّن کیا ہوا ہے۔ (فہرست ابن ندیم)

امام حافظ الدین کردریؒ الحنفیؒ فرماتے ہیں کہ:۔
"میں نے ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں پایا۔"

امام اعمشؒ نے فرمایا کہ:۔
"واقعی ابوحنیفہؒ بڑے ہی سمجھدار ہیں۔"

عبداللہ ابن ادریسؒ نے فرمایا کہ:۔
"ابوحنیفہ کا پایہ علم میں بہت بلند ہے۔"

ابوعاصم النبیلؒ نے فرمایا کہ:۔
"امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور غلام بھی فقہ میں سفیانؒ سے بڑھ کر ہیں۔" (بغدادی)

الحافظ القدوہ شیخ الاسلام امام یزید بن ہارونؒ فرماتے ہیں کہ:۔
"ابوحنیفہ زیادہ افقہ ہیں۔"

علامہ تاج الدین السبکی الشافعیؒ فرماتے ہیں:
"ابوحنیفہ کی فقہ گہری اور باریک ہے۔"

(کلّہٗ ماخوذ من الکتاب المسمّٰی
"مقام ابوحنیفہ" للشیخ صفدر دام علاہ وطالہ)

ٹیلیفون نمبر ۶۰۵۴۵

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

ٹیلیگرام نمبر ۶۰۰۴۴ [illegible]

ضروری اطلاع

جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور کے ناظم مولانا حمید الرحمٰن صاحب کی اطلاع کے مطابق جمعیۃ ضلع کا انتخابی اجلاس ۲۱ مارچ بروز اتوار صبح ۹ بجے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ لاہور میں ہوگا۔

تمام حضرات فارم ہائے رکنیت معہ فیس لے کر بروقت اجلاس میں تشریف لائیں۔

مرکزی ناظم انتخاب قاری نور الحق صاحب بھی شریک ہوں گے۔

اہلسنّت والجماعت کنونشن لاہور

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت کے ایک اعلانیہ کے مطابق مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۶۶ء بروز پیر شیرانوالہ گیٹ لاہور میں مجلس تحفظ حقوق اہلسنت والجماعت کے زیر اہتمام ایک کنونشن منعقد ہوگا۔ جس میں جدید نصاب دینیات سے پیدا شدہ صورت حال اور ملک میں ہونے والے دیگر اہم واقعات پر غور کیا جائیگا۔ چاروں صوبوں کے اکابرین اہلسنت کو دعوت نامے جاری کر دئیے گئے ہیں۔ اجلاس بند کمرے میں ہوں گے اور ان میں صرف وہی حضرات شریک ہو سکیں جن کو دعوت نامہ جاری کیا جائیگا۔

خط وکتابت کرتے وقت

اپنا خریداری نمبر یا کھاتہ نمبر ضرور لکھیں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی نیز اپنا پتہ صاف اور مکمل لکھا کریں۔ (مینیجر)

جامع مسجد مدنی گوجرانوالہ

گلی نمبر ۱ شمالی باغبانپورہ جدید حافظ آباد روڈ میں

۲۶ مارچ کو حضرت مولانا عبد المجید ندیم خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں گے

[illegible] محمد حنیف مدنی ۲۲ [illegible] بعد نماز عشاء خطاب عام فرمائیں گے

مولانا عبید اللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ طارق لطیف کیمبرج پریس لاہور میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔